رافضی کون ھیں

کتاب ناسخ التواریخ جلد۲۔ احوال زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ۵۹۱ سطر ۱۱ تا ۱۷ کا بھی مطالعہ فرمالیں۔ اور الولد سر لابیه کی تصدیق فرمادیں۔

بالجملہ چوں مردماں درحق عمر وابوبکر (صدیق) (رضی اللہ عنہما) آں کلمات رااز زید بشنید ند گفتند همانا تو صاحب نیستی، امام ازدست برفت و مقصود ایشاں امام محمد باقر علیہ السلام بود۔ آنگه از اطرف زید متفرق شد ندزید فرمود "رفضونا الیوم" یعنی مارا امروز گذاشتند و گزشتند و ازاں ھنگام ایں جماعت را رافضیہ گفتند رفض بتحریك وتسكین ماندن چیزے راوبجبر گذاشتن ستوراست ورفیض و مرفوض بمعنی متروك است۔ روافض گروه ھے راگوئند که رهبر خودرارانده ند، وازوے باز گشتند و جماعت ازشیعاں باشند۔ درمجمع البحرین مذکور است که رافضه وروافض که در حدیث وارداست۔ فرقه از شیعه هستند که رفضوایعنی ترکوازید ابن علی ابن الحسین علیهم السلام راهر گا ھے که ایشاں رااز طعن درحق صحابه منع فرمودوچوں مقاله اور ابدانستند معلوم ساختند که از شیخین تبری نجست او رابگذاشتند وبگذ شتند وازیں پس ایں لفظ درحق کسے استعمال میشود که دریں مذهب غلونمایدوطعن درباره صحابه رانیز جائز بشمارده

(حاصل یہ کہ) جب ان عراقیوں نے حضرت امام زین العابدین کے صاحبزادے حضرت زید کی زبان فیض ترجمان سے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعریف سنی تو کہنے لگے کہ یقیناً آپ ہمارے امام نہیں ہیں اور امام (بھی آج کے دن سے) ہمارے ہاتھ سے گیا ان کا مقصود تھا۔ امام محمد باقر علیہ السلام۔ اس وقت زید کی طرف داری سے اور ان کی حاضری سے الگ ہوگئے جس پر حضرت زید نے فرمایا کہ آج سے یہ لوگ رافضی بن گئے ہیں یعنی ہمیں آج کے دن سے ان لوگوں نے چھوڑ دیا اور چلے گئے اس وقت سے اس جماعت کو رافضی کہتے ہیں۔ رَفَض اور رَفْض کا معنی ہے کسی چیز کا رہ جانا اور رِفْض کا معنی ہے سواری کو واگزار کرنا۔ اور رفیض اور مرفوض کا معنی ہے متروک ہونا۔ روافض اس گروہ کو کہتے ہیں جس نے اپنے امام اور رہبر کو چھوڑ دیا اور اس سے منہ پھیر لیا اور شیعوں کی جماعت سے ہوگیا۔ اور مجمع البحرین میں ہے کہ رافضہ اور روافض جو حدیث شریف میں آیا ہے اس سے مراد شیعوں کا فرقہ ہے کیونکہ یہ رافضی بن گئے اور انہوں نے امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت زید کا انکار کردیا اور ان کو چھوڑ دیا کیونکہ آپ نے ان کو صحابہ کرام کی شان میں طعن کرنے سے منع فرمایا تھا۔ جب ان لوگوں نے اپنے امام کا ارشاد سمجھ لیا اور معلوم کرلیا کہ وہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے بارے میں تبرا برداشت نہیں کرتے تو ان لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا اور نکل گئے اس کے بعد لفظ رافضی اس شخص کے حق میں استعمال ہونے لگا کہ جو اس مذہب میں غلو کرتا ہے اور صحابہ کرام کے حق میں طعن کرنا جائز سمجھتا ہے۔

بھائیو! جب حضرت امام عالی مقام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کے حق میں طعن کرنے والوں کو اپنی مجلس سے نکال دیا اور دفعہ کیا اور فرمایا کہ نکل جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک کرے تو ان کے صاحبزادے اپنے والد ماجد کی سنت کو کیوں نہ اپناتے اور کیوں نہ سختی کے ساتھ اس پر عمل فرماتے **الولد سر لابیہ** کا یہی معنی ہے۔ یوں رفض اور تشیع کا ہم معنی ہونا، مصداقاً متحد ہونا تو اہل تشیع کی اس معتبر ترین کتاب نے پوری اور مکمل تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا جو کسی تبصرہ کا محتاج نہیں۔

رہا یہ امر کہ جس حدیث کی طرف اہل تشیع کی معتبر کتاب مجمع البحرین نے اشارہ کیا اور صاحب ناسخ التواریخ نے اس کا ذکر کیا وہ کون سی حدیث ہے تو یہ وہی حدیث ہے جس حدیث کے متعلق کافی (کتاب الروضہ) ص ۱۶ میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم ان لوگوں نے تو تمہارا نام رافضی نہیں رکھا بلکہ تمہارا نام اللہ تعالیٰ نے رافضی رکھا ہے۔ کافی کی بعینہٖ عبارت پیش کرتا ہوں۔ (کافی شیعہ کی معتبر ترین کتاب ہے جس کے متعلق کئی دفعہ حوالے گزر چکے ہیں)

قال قلت جعلت فداك فانا قد نبذنا نبزا انكسرت لهٗ ظهورنا وماتته افئدتنا واستحلت له الولاة دماء نا فی حديث رواه لهم فقهاء هم قال فقال ابو عبدالله عليه السلام الرافضة؟ قال قلت نعم قال لا والله ما هم سما كم بل الله سما كم ؎

یعنی ابو بصیر نے (جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاص الخاص شیعہ ہے) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان جاؤں ہمیں ایک ایسا لقب دیا گیا ہے جس لقب کی وجہ سے ہماری ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے اور جس لقب کی وجہ سے ہمارے دل مردہ ہو چکے ہیں اور اس کی وجہ سے حاکموں نے ہمیں قتل کرنا مباح اور جائز قرار دیا ہے وہ لقب ایک حدیث میں ہے جس حدیث کو ان کے فقہاء نے روایت کیا ہے ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رافضہ کے متعلق حدیث؟ ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ خدا کی قسم ان لوگوں نے تمہارا نام رافضی نہیں رکھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام رافضی رکھا ہے۔

رافضیوں کو قتل کر دو

یہی رافضیوں والی حدیث احتجاج طبرسی مطبوعہ ایران میں بھی موجود ہے۔ اگرچہ اہل تشیع کی کتاب کافی کی روایت کے بعد اہل تشیع کی خدمت میں اس حدیث کی توثیق کے متعلق مزید شہادت کی ضرورت نہیں علی الخصوص ایسی حالت میں کہ جب امام صاحب اس حدیث کی تفسیر میں اور اس کی توثیق میں یہ فرما دیں کہ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام رافضی رکھا ہے مگر ہم چاہتے ہیں کہ مومنین کو خوش کرنے کے لئے بطور استشہاد ایک حدیث پیش کر ہی دیں:۔

عن علی قال يخرج فی آخر الزمان قوم لهم نبز يقال لهم الرفضة يعرفون به ينتحلون شيعتنا وليسوا من شيعتنا وآية ذٰلك انهم يشتمون ابابكر وعمر اينما ادركتمو هم فاقتلو هم فانهم مشركون ؎

''حضرت سیدنا علی المرتضٰی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک فرقہ نکلے گا جس کا خاص لقب ہوگا جس کولوگ رافضی کہیں گے۔اسی لقب کے ساتھ ان کی پہچان ہوگی۔ وہ لوگ ہمارے شیعہ ہونے کا دعویٰ کریں گے درحقیقت وہ ہماری جماعت سےنہیں ہوں گے اور ہماری جماعت سے نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ لوگ ابوبکر (صدیق) اور عمر (فاروق اعظم) (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے حق میں سب بکیں گےتو ان کوقتل کر دینا کیونکہ وہ مشرک ہوں گے۔

اس حدیث کی صحت کے متعلق صرف اس قدر گزارش کافی ہے کہ بعینہ وہی الفاظ اور وہی مضمون جوحضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا اور جس کی تصدیق حضرت امام جعفر صادق نے فرمادی۔ اس حدیث میں موجود ہے۔اس لئے اگر چہ یہ حدیث ہم کتاب کنزالعمال سے پیش کر رہے ہیں اور یہ کتاب اہل تشیع کے نزدیک معتبر نہیں مگر اس حدیث کا ان کےنزدیک بھی صحیح ہونا کسی مزید دلیل کی طرف محتاج نہیں۔ جیسا کہ عرض کر چکا ہوں۔کنزالعمال میں یہ حدیث اور اس کے ہم معنی باقی احادیث ملاحظہ فرمانا ہوتو جلد۶ صفحہ ۸۱ پر دیکھیں۔

اب مسلمانوں کے کسی گروہ سے بھی امام صاحب نے جن کوشمار نہیں کیا وہ کون ہیں؟ جن کوامام عالی مقام نے اپنی مجلس سے دفع فرمایا اور ان کے ساتھ وہی سلوک فرمایا جو کفار کے ساتھ کرنا واجب ہے (واغلظ علیھم) ان کا عقیدہ اور مذہب کیا تھا؟ ان کے حق میں یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک کرے کس نظریہ کے تحت ہے؟ مدعیان محبت وتولی توامام عالی مقام سیدنا زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ جھٹلائیں کے صاحبزادے امام عالی مقام سیدنا محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن امام زین العابدین کا ارشاد اقدس بھی مشعل راہ بنائیں گے۔

ہاں! وہ صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں

امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب اقدس اور آپ کا نظریہ بھی اسی کتاب (کشف الغمہ) کے صفحہ ۲۲۰ میں ملاحظہ فرماویں:۔

وعن عروۃ عن عبداللہ قال سالت ابا جعفر محمد بن علی علیھما السلام عن حلیۃ السیوف فقال لا باس بہٖ قد حلی ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سیفہٗ قلت فتقول الصدیق؟ قال فوثب وثبۃ واستقبل القبلۃ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل لہٗ الصدیق فلا صدق اللہ لہٗ قولا فی الدنیا ولا فی الاخرۃ۔۱۲

''امام عالی مقام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شیعہ صاحب نے مسئلہ دریافت کیا کہ یا حضرت تلواروں کو زیور لگانا جائز ہے یا نہیں؟ امام صاحب نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے اپنی تلوار کو زیور لگایا ہوا تھا۔شیعہ صاحب نے عرض کیا کہ آپ بھی ان کو صدیق کہتے ہیں۔اس پر امام عالی اچھل پڑے اور قبلہ شریف کی طرف رخ انور کر کے فرمایا کہ ہاں وہ صدیق ہیں۔ ہاں وہ صدیق ہیں۔ہاں وہ صدیق ہیں جو ان کو صدیق نہیں کہتا اللہ اس کے کسی قول کو نہ دنیا میں سچا کرے نہ آخرت میں۔۱۲ (کشف الغمہ ص۲۲۰)

ہے کوئی ذی شعور؟

اب ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ امام عالی مقام کے ارشاد گرامی پر کس کا ایمان ہے اور کون ان کے ارشاد کو نہیں مانتا؟ اہل السنۃ والجماعت غریب تو امام عالی مقام کے ایک دفعہ فرمانے پر آمنا و صدقنا کا نعرہ لگاتے ہیں۔ مدعیان محبت وتولی کے انتظار میں ہیں کہ پانچ دفعہ فرمانے کے باوجود بھی ایمان لاتے ہیں یا نہیں؟

کیوں جناب امام عالی مقام کا نظریہ کیا تھا؟ اوران کے سچے غلام اور سچے حلقہ بگوش کون ہیں؟ اب رہا یہ امر کہ جو شخص صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق نہیں کہتا اس کے متعلق امام عالی مقام کی یہ بددعا کہ "اللہ تعالیٰ اس کے کسی قول کو دنیا و آخرت میں سچا نہ کرے"۔ خطا تو جانہیں سکتی۔ غالباً بلکہ یقیناً یہی تقیہ کی لعنت ہی ہوسکتی ہے۔ جس سے کوئی شخص ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق نہ کہنے والا خالی نہیں۔ غرضیکہ تمام ائمہ معصومین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک ابوبکر صدیق ہیں۔

بہت ممکن ہے کہ مدعیان محبت اہل بیت اپنے عقیدے پر امام عالی مقام کے مذہب اوران کے عقیدے کو قربان کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دیں کہ امام صاحب نے قبلہ رو ہو کر عمداً جان بوجھ کر خلاف واقعہ فرمایا۔ مگر کوئی مسلمان ان علمبرداران صدق وصفا کی شان اقدس میں اس قسم کی گستاخی کی جرأت نہیں کرسکتا۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کذب بیانی اور خلاف واقعہ امر کا اظہار ان کی شان ارفع سے بہت دور سے بلکہ مناقض ہے۔

دوسرا نقل کفر کفر نبا شد اگر کذب بیانی یا تقیہ جائز سمجھتے تو کسی مخالف کے سامنے نہ کہ اپنے شیعہ کے سامنے جو منکر خلفائے راشدین تھا۔ بلکہ اہل تشیع کے نظریہ کے تحت تو برعکس تقیہ کرتے کیونکہ ایک ہمراز و دمساز کے سامنے تقیہ کرنا سخت بے محل بات ہوتی ہے اور یہاں الٹا معاملہ تھا۔ شاید شیعہ مذہب میں قسم اٹھا کر ہمیشہ اور ہر بات میں ہر جگہ جھوٹ بولنا عبادت ہو؟

صاحب کشف الغمہ

یہ بات بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کا مصنف کوئی معمولی ذاکر ماکر نہیں بلکہ اہل تشیع میں ساتویں صدی کا مجتہد اعظم گزرا ہے۔ مجتہدین ایران نے ان کی منقبت میں جو الفاظ لکھے ہیں ان میں سے چند بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔

شیعوں کے ایک مجتہد اعظم مجد الدین الفضل جو ۶۹۲ ہجری میں مصنف سے ملے بھی ہیں ان کے حق میں لکھتے ہیں۔"ملك الفضلاء غرة العلماء قدوة الادباء نادرة عصره، نسيج و حده المولىٰ الصاحب المعظم فی الدنيا والدين فخر الاسلام والمسلمين جامع شتات الفضائل المبر زفی حلبات السبق علی الآواخر والاوائل ابی الحسن علی بن السعيد فخر الدين بن عيسىٰ ابی الفتح الاربلی امدالله الكريم فی شريف عمره"، اسی طرح مجتہد ایران محمد باقر بن محمد ابراہیم خونساری اور کربلائی محمد حسین طہرانی وغیرہ نے ان کو مجتہد اعظم بلکہ ملک الفضلاء غرۃ العلماء کے القاب کے ساتھ لکھا ہے۔

زیادہ غور طلب بات یہ ہے کہ یہ روایات جو آئمہ صادقین سے اس مصنف نے اپنی کتاب میں لکھی ہیں ان کے متعلق کسی قسم کا تبصرہ یا رائے زنی کی جرأت نہیں کی۔ اس زمانہ کے مدعیان محبت وتولے کو اپنے دعویٰ محبت وتولی پر بطور دلیل ائمہ طاہرین معصومین صادقین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مذہب کی تقلید اور ان کے فرمان کی تعمیل ضروری ہے ورنہ دعوے بلا دلیل کی زندہ مثال اہل تشیع کا ایک ایک فرد ثابت ہوگا۔ جب کتاب کا مصنف مسلم شیعہ ان کا ملک الفضلاء غرة العلماء نادرة العصر ان کا مولی معظم ان کا فخر الاسلام والمسلمین جامع شتات الفضائل اور جانے کیا کیا ہے اور کتاب بھی ان کی مسلم حدیث کی ہے جو شروع سے آخر تک آئمہ طاہرین کی روایتیں لاتا ہے اور جہاں کہیں بھی ذرہ برابر گنجائش دیکھتا ہے، تشیع پروری ورفض نوازی سے نہیں چوکتا۔ تو ایسی کتاب کی روایت اور وہ بھی ائمہ طاہرین سے اور پھر ذرہ برابر گنجائش نہ ملنے کے باعث ذرہ برابر اپنی طرف سے کوئی تبصرہ اور کوئی جواب یا کسی قسم کی رائے زنی نہیں کرتا تو برادران وطن بھی ان احادیث کو صحیح توجیہہ سے ہٹانے کی زحمت گورانہ فرمائیں اور اس کے واضح غیر مبہم معنی سے اس کو نہ پھیریں اور بعید از قیاس احتمالات کے ساتھ اس کی تاویلیں کرنے کی بے فائدہ تکلیف نہ فرماتے ہوئے امام کے ارشاد کو بگاڑنے کی ناکام کوشش نہ کریں نہ ہی اس کے راویوں کو ناصبی یا از راہ رفتہ کہیں۔